سید الشعراء محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا

''قصیدۂ معراج''

(ایک جائزہ)

از قلم: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

------ آن لائن اشاعت برائے ------

برکات لائبریری

www.barkaatlibrary.blogspot.in

سید الشعراء محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا

’’قصیدۂ معراج‘‘

(ایک جائزہ)

از قلم: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

سید الشعراء محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا ''قصیدہ معراج''

قصیدے کی ابتداعربی شاعری سے ہوئی۔ عربی سے یہ صنفِ سخن فارسی شاعری میں پہونچی اور فارسی کے اثر سے اردو شاعری میں اس صنفِ سخن کو فروغ حاصل ہوا۔ قصیدہ ایک ''موضوعی صنفِ سخن'' ہے۔ جس میں کسی کی مدح یا ہجو کی جاتی ہے لیکن زیادہ تر قصائد مدح و توصیف ہی کی غرض سے لکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مناظرِ قدرت، پند و نصائح، معاشی بدحالی اور سیاسی انتشار وغیرہ جیسے موضوعات بھی قصیدے میں بیان کیے جاتے ہیں، قصیدے کے اجزاے ترکیبی یہ ہیں۔
(1) تشبیب (2) گریز (3) مدح (4) دعا یا حُسنِ طلب۔

پہلا شعر قصیدے کا مطلع کہلاتا ہے یہاں سے قصیدے کا پہلا جز تشبیب شروع ہوتا ہے۔ اس میں شاعر اپنے تعلق سے فخر و امتنان پر مشتمل اشعار کہتا ہے۔ دوسرا جز گریز جیسا کہ نام سے ظاہر ہے شاعر اپنی تعریف ترک کر کے ممدوح کی مدح و توصیف کی سمت رجوع کرتا ہے۔ اس کے بعد مدح کا مرحلہ آتا ہے جو تشبیب سے طویل تر ہوتا ہے اگرچہ ذوقؔ و غالبؔ کے قصیدوں میں مدح کے اشعار کم تعداد میں ملتے ہیں۔ حُسنِ طلب اس کے بعد کی منزل ہے جس میں قصیدہ خواں اپنے ممدوح کی جانب سے لطف و اکرام کی توقع ظاہر کرتا ہے، پھر ممدوح کے لیے دعا پر قصیدہ ختم ہوجاتا ہے۔ جس قصیدے میں اس کے تمام اجزاے ترکیبی موجود ہوں اور جس میں راست ممدوح سے خطاب کیا گیا ہو اسے ''خطابیہ قصیدہ'' کہتے ہیں۔ قصیدے میں یوں تو صرف مدح خوانی مقصود ہوتی ہے لیکن اکثر قصائد میں ہجویہ، واعظانہ، اور دوسرے بیانیہ مضامین بھی نظم کیے گئے ملتے ہیں۔ اس اعتبار سے انھیں ''مدحیہ، ہجویہ، واعظانہ'' وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اردو میں سوداؔ، انشاؔء، ذوقؔ اور غالبؔ کے قصائد معروف ہیں۔ مدح و توصیف کے مقصد سے بعض شعرا نے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم، اور دیگر اکابرِ دین کے بھی قصیدے لکھے ہیں جن میں مومنؔ، محسنؔ کاکوروی، رضاؔ بریلوی، عبدالعزیز خالدؔ اور بہت سے دوسرے نئے شعرا کے نام آتے ہیں۔

نعتیہ قصیدہ گوئی کے میدان میں باکمال نام حضرت محسنؔ کاکوروی کا ہے۔ جن کا شناخت نامہ ہی ''نعتیہ قصیدہ'' بن چکا ہے۔ اُن کے نعتیہ قصائد ''مدیح خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ۔ ''گلدستۂ رحمت'' ۔ ''ابیاتِ نعت'' ۔ ''نظمِ دل افروز'' اور ''انیسِ آخرت اپنی منفرد تشبیب، حُسنِ شعری، شوکتِ ادا، طرزِ اظہار اور جدت طرازی کی حسین مثالیں ہیں۔ علاوہ ازیں نعتیہ قصیدہ گوئی کے

میدان کا ایک روشن نام امامِ نعت گویاں امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی کا بھی ہے۔ آپ کے نعتیہ قصائد کی تشابیب مکمل نعتیہ رنگ و آہنگ میں ڈھلی ہوئی ہیں۔ آپ کا ''قصیدۂ معراجیہ'' مضامین کی وسعت، خیالات کے تقدس سے آراستہ اور شعری وفنّی محاسن سے لبریز ایک ایسے منفرد طرزِ بیان سے سجا سنورا ہے جسے جدت وجدیدیت کی ایک اعلیٰ مثال کہنا بے جا نہ ہوگا۔ مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے لکھنؤ کے سرآمد شعرا کی محفل میں جب اس قصیدے کو اپنے مخصوص انداز میں گنگنایا تو اُن شعرا نے کہا کہ اس قصیدے کی زبان تو کوثر وتسنیم میں دُھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ نعتیہ قصیدہ نگاری کی یہ پاکیزہ روش آگے بڑھتے ہوئے میدانِ شعروادب میں نئ نئ فصلِ بہاری لہلہا رہی ہے۔

اِس مضمون میں سید الشعراء مخدوم الملت محدثِ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی سیّد کچھوچھوی قدس سرہٗ کے مرقومہ شاہ کار ''قصیدۂ معراج'' پر کچھ خامہ فرسائی مقصود ہے۔ حضور محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ دلِ دردمند رکھنے والے، ملت کے سچے بہی خواہ وہمدرد اور تحریک آفریں قائد تھے۔ حق پسند وحق جو اور حق شناس طبیعت کے حامل حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی بہ یک وقت کئی خوبیوں اور محاسن کا حسین سنگم تھے۔ محدث ومفسر، مترجم وشارح، مفکر ومدبر، خطیب وادیب، بے باک صحافی اور بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ کردار وگفتار میں آپ اپنے اسلاف کے پرتَو تھے۔ سیاسیات اور سماجیات کا بھی گہرا شعور رکھتے تھے۔ شریعت وطریقت اور تصوف ومعرفت کے بھی کوہِ گراں تھے۔ امام احمد رضا محدثِ بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کے چمنستانِ علمی کے اِک خوشہ چین اور آپ کے شاگردِ رشید اور خلیفۂ اجل تھے۔

حضرت محدثِ اعظمِ ہند درس وتدریس، خطابت ونظامت اور تبلیغ وارشاد کے ساتھ ساتھ میدانِ شعروادب کے بھی شہ سوار تھے۔ آپ کے والد حکیم سید نذر اشرف بھی ایک عمدہ شاعر تھے۔ حضرت محدثِ اعظمِ ہند کو شاعری ورثے میں ملی، بچپن ہی سے شعروسخن سے لگاو اور شغف تھا۔ گھریلو ماحول کی برکتیں اس پر مستزاد...... آپ کا قلم نثر ونظم دونوں ہی میں یک ساں چلتا تھا۔ کئی نثری کتابیں آپ کی علمی یادگاریں ہیں۔ آپ نے بہاریہ شاعری بھی کی اور تقدیسی شاعری بھی...... حمد ونعت، مناقب وسلام اور غزلیات ورباعیات پر مشتمل آپ کا خوب صورت اور دل کش دیوان ''فرش پر عرش'' کے نام سے رضوی کتاب گھر دہلی سے شائع ہوکر داد وتحسین کی خراج وصول کرچکا ہے۔

آپ کے خامۂ مُشک بار نے کئی نعتیہ قصیدے بھی قلم بند کیے۔ جس میں ایک معرکہ آرا قصیدہ ''قصیدہ معراج'' ہے جو پہلی بار ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔ حضور محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کی شعری کائنات میں آپ کے مرقومہ ''قصیدۂ معراج'' کو ان کے کلام میں ایک شاہ کار کلام قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ قصیدہ ''گل زارِ ادب کچھوچھہ'' کی جانب سے دیئے گئے طرحی مصرع ''شبِ معراج محبوبِ خدا ہے'' پر ۱۹۵۶ء میں منعقدہ ایک مشاعرے کے لیے آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ ۲۵۷/اشعار کو محیط اس طویل قصیدے میں تین تشابیب ہیں:

(۱) تشبیبِ اوّل ''نیچرل سینری'' کے عنوان سے موسوم ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کے بیان پر مشتمل ہے۔ مسلسل چھیاسٹھ/ ۶۶/ اشعار میں شبِ اسرا کے دولہا حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ معراج اور شبِ معراج آسمان سے کعبۃ اللہ میں فرشتوں کی آمد آمد، فرشتوں کے جھرمٹ میں معراج کے دولہا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارات کے مناظر اور اسی سے مربوط دیگر واقعاتِ اسرا و معراج کو حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے زرنگار قلم نے بڑے سہل اور آسان پیرایۂ بیان میں پیش کیا ہے۔ اس تشبیب میں مناظرِ فطرت کی عکاسی کا گہرا رچاؤ پایا جاتا ہے۔ جس کا آغاز یوں ہوتا ہے ؂

یہ کیسی موج میں بادِ صبا ہے — خمار آلود جھونکوں میں ہوا ہے
یہ کیوں ابرِ بہاری چھا گیا ہے — کہ جو ہے مست ہے آخر یہ کیا ہے
یہ رنگیں گل ہیں کیوں شبنم بداماں — نگارہس جام، صہبا سے بھرا ہے
سجا گل ہائے رنگیں سے ہے کہسار — سمندر کیف میں ڈوبا ہوا ہے
کچھ ایسا مست ہے جوے خراماں — کہ ہر ہر موج میں نغمہ رچا ہے

بلا کی سلاست و روانی اور ترنم و نغمگی سے معمور، منظر کشی کا حُسن سمیٹے ہوئے تشبیبِ اوّل کے یہ اشعار کیف آگیں جذبات سے ہمکنار کرتے ہیں۔ فارسی کے ساتھ آسان اور سہل لفظیات کے انسلاک نے اس قصیدے کو سہلِ ممتنع کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا دیا ہے۔ جس کو کم تعلیم یافتہ طبقہ اور معمولی علم رکھنے والے افراد بھی مزے لے لے کر پڑھ اور باآسانی سمجھ سکتے ہیں ؂

خزاں پھولوں کی چادر میں ہے سوئی — ابد تک اب بہارِ جاں فزا ہے

نہ سورج ہے نہ سورج کی ہے گرمی　　جہاں سے بادِ صر صر تک ہَوا ہے
سروں پر شامیانہ بادلوں کا　　تو مَے، فرشِ زمیں پر زیرِ پا ہے

حضور محدثِ اعظمِ ہند سید محمد کچھوچھوی نے اپنے اس شاہ کار قصیدے کی تشبیبِ اوّل میں جہاں منظر کشی کے جلوے اور تصویریت کے جمال کی گہری عکاسی کی ہے وہیں آپ نے عشق و محبت اور خمریات کے موضوع کو بھی بڑی چابکدستی سے برتا ہے۔ مَے وحدت کے نشّے میں سرشار اور تصوف و معرفت کے دُرِّ شاہوار سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے قلم نے عشق و محبت اور مَے اور مَے خانے کا جو تصور پیش کیا ہے وہ مستحکم اور توانا ہونے کے ساتھ ساتھ طہارت و پاکیزگی کا آئینہ دار بھی ہے ؂

کسی کی مَے کدہ بردوش نظریں　　کوئی بھر بھر کے ساغر پی رہا ہے
سروں پر شامیانہ بادلوں کا　　تو مَے، فرشِ زمیں پر زیرِ پا ہے
اگر وہ مَے نہیں مَے نوش ہوگا　　فرازِ کوہ سے جو گِر رہا ہے
یہ وہ مَے ہے جسے دن رات پینا　　روا ہے ہاں روا ہے ہاں روا ہے
یہی وہ کیف ہے جس کا ازل سے　　تمنّائی ہے ہمارا اتّقا ہے
جنیدؔ و شبلیؔ و عطّارؔ ہیں مست　　یہ مَے ہے، جو حیاتِ اولیا ہے
اِدھر دیکھو تو جلوہ ریز ہے حُسن　　اُدھر دیکھو تو نغمہ عشق کا ہے
سراپا عشق ہے ہر جلوۂ حُسن　　وفورِ عشق میں حُسن آگیا ہے

مزید سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا خامۂ زرنگار نیچرل سینری کو بروے کار لاتے ہوئے شگفتگی و شیفتگی کے ساتھ شبِ معراج:- حرم، اقصیٰ، مقامِ ابراہیم، چاہِ زمزم، آغوشِ حطیم، بابِ اُمِّ ہانی، زمیں سے آسماں تک قدسیوں کی قطاریں، بُراقِ برقِ دم، ملائکہ اربعہ حضرات میکائیل، اسرافیل، عزرائیل، جبرئیل علیہم السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے شبِ اسرا کے دولہا مصطفیٰ جانِ رحمت کی قدسیوں کے جھرمٹ میں بارات کا بیان جس حُسنِ ادا اور شوکتِ ادا سے کیا ہے وہ آپ کے ایک قادرالکلام شاعر ہونے پر دلالت تو کرتا ہی ہے ساتھ ہی ساتھ آپ کے ایک سچّے عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہونے کا اعلانیہ بھی ہے، روح و قلب کو وجد آفریں جذبات سے سرشار کرنے

والے ذیل کے اشعار نشانِ خاطر فرمائیں ؎

صلائے عام ہے سارے جہاں میں شفا ہے اب شفا ہے اب شفا ہے
حرم کے گوشہ گوشہ میں چراغاں تو اقصیٰ ، انتہا کو سج گیا ہے
مقام ، اللہ رے! شانِ خلیلی عبادت کا مصلیٰ بن گیا ہے
کس آب و تاب سے زمزم کا پانی کسی کی چاہ میں ڈوبا ہوا ہے
تو آغوشِ حطیمِ پاک میں وہ گہر کی شکل میں بکھرا ہوا ہے
وہ بارونق ہے بابِ اُمِّ ہانی کہ جو ہے وہ اسی کو تک رہا ہے
زمیں سے آسماں تک قدسیوں کا عجب سج دھج سے نورانی پَرا ہے
یہ کس دولہا کی ہے بارات آئی نہ چلنے کی نہ تِل رکھنے کی جا ہے
یہاں سے لامکاں تک نور ہی نور یہ کس کی جوت سے سب پُرضیا ہے
کھلا لو اب تو بابِ اُمِّ ہانی کوئی نورِ مجسم آرہا ہے
چلے آتے ہیں پیچھے پیچھے جبریل چھتر اک ہاتھ میں اک میں عصا ہے
ادب سے جس نے پوچھا ان سے جا کر بتادیجے کہ آخر آج کیا ہے
بتایا اس کو یہ روح الامیں نے شبِ معراج محبوبِ خدا ہے

(۲) تشبیبِ دوم ''تاریخی وعلمی'' کے عنوان سے موسوم ہے۔جس میں تاریخ وسیرت کے حوالے سے بعثتِ مبارکہ سے قبل عرب کی حالتِ زار کا نقشہ کھینچا ہے۔کفار ومشرکین کی جانب سے نبیِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طرح طرح سے آزار پہنچانے اور حق کی آواز کو دبانے کا بیان کرتے ہوئے نبیِ کریم داعیِ حق وصداقت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتی کامیابی وکامرانی کا شعری اظہار چار سو تینتیس /۴۳۳ر اشعار کو محیط اس تشبیب میں کیا گیا ہے۔تشبیبِ دوم کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ ؎

یہ تیرہ سو برس کا واقعہ ہے زبانِ وحی ، سے جس کو سُنا ہے
ابھی اسلام کی بس ابتدا ہے خدا کا گھر ابھی تک بت کدہ ہے

بہت کم ہیں سعادت مند روحیں جہاں پر کفر کی کالی گھٹا ہے
پیامِ امن پر سارے عرب میں لگی ہے آگ اک فتنہ بپا ہے
جواُن میں نوجواں ہے وہ ہے شیطاں جواں جو ہے درندہ ہے بلا ہے
ضعیف العمر گرگ بارانِ دیدہ ہر اک بچہ جہالت کا جنا ہے

تدبیرِ منزل، تہذیبِ اَخلاق اور سیاستِ مُدن سے عاری، بیت اللہ شریف میں بت رکھنے والے عرب کے اس معاشرے میں اللہ جل شانہٗ اپنی شانِ کریمی سے رحمت کا نزول فرماتے ہوئے نبیِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث کرتا ہے۔ جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوہِ فاراں سے اسلام و ایمان کی دعوت دی تو بہت کم سعید روحوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ جب کہ جن لوگوں نے انکار کیا وہ خاموش نہ بیٹھے بلکہ ضد، ہٹ دھرمی اور انانیت کے خول میں مقید بتوں کی پرستش کرنے والے مکّہ کے کفار و مشرکین نے آقاے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو طرح طرح سے ستایا لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے لیے دعاے ہدایت فرمائی۔ محدثِ اعظمِ ہند حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے تشبیبِ دوم میں ''تاریخی و علمی'' اعتبار سے نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مختصر اور جامع منظوم سیرت بیان کردی ہے۔ جس کی زیریں رَو میں شعری و فنّی محاسن کی رنگارنگی کے ساتھ ساتھ آپ کی نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے محتاط محبت و وارفتگی کا خوب صورت اظہار یہ مکمل طور پر دکھائی دیتا ہے، اس تشبیب کے چند منتخب اشعار نشانِ خاطر فرمائیں ؎

مگر اُس کی کریمی پر تصدق بجاے قہر، رحمت کررہا ہے
رسولِ ہاشمی محبوبِ داور قدم اُن کا عرب میں آگیا ہے
جو اُن میں عقل ہوتی، دیکھتے ہم کہ ہر ہر فرد، آقا پر فدا ہے
مگر اُلٹی سمجھ پر لاکھ لعنت عنادِ حق ہر اک کا مشغلہ ہے
وہ اپنی آنکھ سے یہ دیکھتے تھے مدد پر حق کے خود دستِ خدا ہے
کہیں ڈوبا ہوا سورج پلٹ آئے کہیں شق القمر کا معجزہ ہے

اس کے بعد شبِ اسرا کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کئی معجزات کو نظم کرنے کے بعد عرب کے کفار و

مشرکین کے پیہم انکار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے نبی کریم ﷺ پر کیے گئے مظالم اور تشدد کا درد انگیز بیان کیا ہے جو ہمیں بھی گریہ آہنگ سے ہمکنار کردیتا ہے ؎

مگر اللہ رے! ضدّ و شرارت — عرب سب دیکھ کر اندھا بنا ہے
تشدد پر اتر آیا ہے کوئی — کوئی کیّا دیوں میں مبتلا ہے
خدا کا نام مٹ جائے جہاں سے — یہی ہر ایک کا اک مدعا ہے

کفار و مشرکین کی جانب سے نبیِ پاک ﷺ کو طرح طرح سے ستانے کا یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ ابلیسِ لعین شیخ نجدی کی صورت میں چھبیس رجب المرجب کو آیا اور دشمنانِ اسلام کو یہ ناپاک مشورہ دیا کہ شمعِ رسالت (ﷺ) کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گُل کردینے میں ہی لات و منات اور ہبل وعُزیٰ کی بقا ہے، ورنہ اسلام کے سیلِ رواں کو روکنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ اِدھر دارالندوہ میں رحمۃ للعالمین ﷺ کو معاذ اللہ قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ کیا گیا تو اُدھر عرشِ معلیٰ پر آپ ﷺ کی رفعت و منزلت کو دنیا والوں کے سامنے مزید دکھانے کے لیے معراج کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا حُسنِ تخیل اور آپ کی شعری پرواز جس سہل اور اچھوتے انداز میں واقعۂ معراج کا بیان کرتی ہے دل سے بے ساختہ سبحان اللہ کی داد نکلنے لگتی ہے ؎

رجب کی آگئی چھبیسویں آج — گلی میں مکّہ کے اک جمگھٹا ہے
خدا کا نام مٹ جائے جہاں سے — یہی ہر ایک کا اک مدعا ہے
کسی تدبیر سے اسلام مٹ جائے — یہی ندوہ میں ہر اک سوچتا ہے
کہا یہ شیخ نجدی نے کہ بس ایک — ہمارا اور تمہارا مدعا ہے
کہ کردو ختم تم ختم الرسل کو — تو بس اسلام کا بھی خاتمہ ہے
یہاں کفار میں ہوتا ہے یہ طے — وہاں عرشِ معلیٰ ہِل رہا ہے
یہ ہے موسیٰ، یدِ عیسیٰ نہ داؤد — مرا پیارا محمد مصطفیٰ ہے
سنو جبریل! سدرہ چھوڑ دو تم — کہ وقتِ کارِ سرکار آگیا ہے
مرے محبوب سے جاکر یہ کہہ دو — بُلاتا عرش پر تم کو خدا ہے

سواری کو بُراقِ برق رفتار — وہ لینا جس میں کو میں نے چُن رکھا ہے

لباسِ نور لے کر ساتھ جانا — ازل میں منتخب جو ہو چکا ہے

بجھادو مشعلِ خورشید فوراً — کہ اس دم اوج پر شمس الضحیٰ ہے

گھٹا کر چاند بادل میں چھپادو — کہو بدرالدجیٰ صل علیٰ ہے

بدن پر خلد کا نورانی حُلّہ — کمر کا پٹکا اک نوری ردا ہے

ہیں زلفیں لیلۃ القدر اور واللیل — تو رخ والشّمس والفجر و ضحیٰ ہے

خدا کا نور ہے نورٌ علیٰ نور — تجلی ہے ظہورِ پُر ضیا ہے

اسی حالت میں آئے آپ کعبہ — ہے سر سجدہ میں اور لب پر دعا ہے

بعد ازاں سید الشعراء سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے شبِ اسرا و معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکمل سفرِ اسرا و معراج کا خوب صورت منظوم نقشہ کھینچا ہے۔ جس میں جذبات کی صداقت، خیالات کا تقدس، تشبیہات و استعارات، زبان و بیان کی شیرینی، الفاظ کی جدت و ندرت، صنائع کے نجوم اور بدائع کے مہر و ماہ چمکتے چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ ۴۳۳ / اشعار پر پھیلی ہوئی تشبیبِ دوم میں آپ نے واقعۂ معراج کے منکرین کا ردِ بلیغ بھی فرمایا ہے۔ محدثِ اعظمِ ہند سید محمد کچھوچھوی نے اس مقام پر اپنے تبحرِ علمی اور فکری بصیرت کو بروے کار لاتے ہوئے معترضین کے بے جا اعتراضات کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ تشبیبِ دوم کا یہ حصہ ہر اعتبار سے لائقِ تحسین اور قابلِ مطالعہ ہے۔

(۳) تشبیبِ سوم ''تمہیدِ ذکرِ میلاد شریف'' عنوان سے موسوم ہے۔ جس میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا محبت آمیز بیان کیا ہے۔ اسی سے منسلک آخر میں سلام بہ حضور خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہ تشبیب اٹھائیس/ ۲۸ / اشعار کو محیط ہے۔ اس طرح یہ قصیدہ پانچ سو ستائیس/ ۵۲۷ / اشعار پر پھیلا ہوا ہے۔ سید الشعراء سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے ''قصیدۂ معراج'' کی مرقومہ ''تمہیدِ ذکرِ میلاد شریف'' سے موسوم یہ تشبیبِ سوم؛ قصیدے کی تشبیبِ دوم کے مضامین سے ہم رشتہ ہے۔ بہ قول ڈاکٹر فرحت علی صدیقی مرحوم:

''یہ حقیقتِ معراج کی وضاحت کرنے والا ایک ایسا شعری اظہار ہے کہ اس میں معترضین کے بے جا خدشات اور منکرینِ معراج کے بے وجہ اعتراضات کے بھی جوابات دیئے گئے ہیں۔ جس کے توسط سے معراج میں وقوع پذیر ہونے والے کئی امور کا خلاصہ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ بعض عقل سے عاری اور مادی نظریات کے حامل لوگ کہا کرتے ہیں کہ جسم کثیف ہے، کثیف شے اوپر کیسے جاسکتی ہے؟ حضرت سید محمد کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''معراج نامہ'' کے شعری اسلوب میں بڑی روانی، برجستگی کے ساتھ والہانہ طرزِ اظہار سے اس خام خیالی کا پردہ --- چاک کیا ہے'' ؎

اس قصیدے کی تشبیبِ سوم کا آغاز منکرینِ معراج کے بے جا اعتراضات کے عقلی ونقلی دلائل وبراہین سے مزین جوابات کے بعد یوں ہوتا ہے ؎

بیاں اوپر یہ جو کچھ ہو چکا ہے	کوئی ''قصہ'' نہیں ہے ''واقعہ'' ہے
نہیں معراج میں حیرت کا موقع	کہ مرکز اپنی ہر شے کھینچتا ہے
کوئی ڈھیلا اُٹھا کر اونچا پھینکو	تو دیکھو گے زمیں پر گر پڑا ہے
جھکاؤ جس طرف شعلہ کو چاہو	مگر پاؤگے اوپر جارہا ہے
ہر اک شَے اپنے مرکز کو ہے جاتی	کشش کا مسئلہ مانا ہوا ہے
گیا نورِ خدا گر عالمِ نور	تو حیرت کیا ہے استعجاب کیا ہے
تعجب ہے، تو اِس پر ہے کہ وہ نور	زمیں پر کس طرح پیدا ہوا ہے
یدِ قدرت کی ہے تحریکِ قسری	کہ نور اللہ ہم میں آگیا ہے
تنِ بے سایہ کا سایہ نہ ہونا	اُسی نورانیت کا معجزہ ہے

دیگر معراج ناموں کے برعکس محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے اس قصیدے میں ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کے ذکرِ جمیل کے ساتھ ساتھ ''میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کا محبت آمیز تذکرہ اہلِ سنت و جماعت کی شہرۂ آفاق خوش عقیدگی کی روشن عکاسی کرتا ہے۔ ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کا ذکرِ خیر دنیا بھر کے خوش عقیدہ مسلمانوں کے روح کی غذا ہے۔ لہٰذا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عاشقِ صادق سید الشعراء محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے فکر وقلم سے ذکرِ میلاد کی خوشبوئیں پھوٹنا ایک فطری عمل ہے؛ فرماتے ہیں ؎

بیاں معراج کا میں کررہا تھا	زباں پر نامِ میلاد آگیا ہے

یہ ہے وہ ذکر جس میں یہ طریقہ مسلمانانِ عالم کا رہا ہے
سنا میلاد کو جس دم تو ہر اک پئے تعظیم دیکھو گے کھڑا ہے
جو ہیں منکر، عقیدے سے اب ان کو انھیں اسلام سے کیا واسطہ ہے
بحمد اللہ! تم ہو اہلِ سنت تمہارا دین عزِّ مصطفیٰ ہے

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں سلام باقیام اہل سنت و جماعت کی شہرۂ آفاق روایت کا نام ہے۔ سید الشعراء محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے اس شاہ کار ''قصیدۂ معراجیہ'' کا اختتام سلامِ باقیام پر ہوتا ہے۔ ۲۸ر اشعار کو محیط تشبیبِ سوم میں ۶ر بند سلام پر مبنی ہیں۔ ۴/۴ر مصرعوں پر مشتمل ان بندوں کے بعد ''یا نبی سلام علیک'' کی تکرار نے عقیدت و محبت کے حُسن کو دوبالا کر دیا ہے ؎

تخت والے تاج والے حکم والے راج والے
بیکس و محتاج والے اے مرے معراج والے

یا نبی سلام علیک

اے مدینہ کے بسیّا لامکاں کے تم جویّا
ہے بھنور میں موری نیّا کون ہے تم بن کھویّا

یا نبی سلام علیک

تم ہو بحر و بر کے آقا خشک کے ہر تر کے آقا
کہتر و مہتر کے آقا سیدِ مضطر کے آقا

یا نبی سلام علیک

حضور محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے خامۂ مُشک بار سے نکلا ہوا یہ قصیدہ سلاست وروانی، جدت وندرت، حُسنِ بیان، جذبہ وتخیل، صنائع وبدائع، تصویریت کے حُسن، منظر کشی کے جمال، تشبیہات و استعارات، وارفتگی و شیفتگی، لسانیاتی تعمل، تراکیب، امیجری، پیکر تراشی، قرآنیات واحادیث کے رچاؤ کا ایک حسین وجمیل نگارخانۂ رقصاں ہے۔ اس قصیدے میں واقعۂ معراج واسرا کو حضور محدثِ اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے جس سلیس اور شگفتہ پیرایۂ بیان میں پیش کیا ہے وہ اپنے آپ میں ایک جداگانہ طرز رکھتا ہے۔ بڑے ہی سہل اور آسان انداز

میں آپ نے شبِ اسرا کے دولہا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے اس اہم گوشے کو ''قصیدۂ معراج'' میں اجاگر کیا ہے۔فنّی اعتبار سے اس قصیدے کا مقام بڑا بلند و بالا ہے۔ حضرت محسنؔ کاکوروی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے قصائد کے ساتھ ساتھ حضرت سیدؔ محمد اشرفی کچھوچھوی کے اس قصیدے کو نعتیہ قصیدہ نگاری میں یقیناً بڑی وقدر منزلت سے دیکھا جانا چاہیے۔

سید الشعراء سید آمحمد اشرفی کچھوچھوی کے اس شاہ کار قصیدے میں تشبیہات و استعارات کے رنگا رنگ جلوے بکھیرتے ہوئے جہاں آپ نے نت نئ اور نادر تشبیہات و استعارات سے اس قصیدے کو آراستہ کر کے شعری وفنّی محاسن کے لحاظ سے جدت و جدیدیت آئینہ دار بنایا ہے، وہیں بُراق کی شانِ رفتار کو لفٹ ،تار، ٹیلی فون اور ریڈیو کی صدا سے جو تشبیہ دی ہے وہ مجھ ایسے مذہب اور ادب کے ادنیٰ طالب علم کو ذرا عجیب وغریب سا محسوس ہوتا ہے، آپ بھی اُن اشعار کو دیکھیں ؎

براق اِس شان سے جاتا ہے اوپر	کہ جیسے لفٹ چھت پر چڑھ رہا ہے
رواں جیسے کہ ریڈیو کی صدا ہے	ہے جاتا تار و ٹیلی فون جیسے

حضور محدثِ اعظم ہند سید آمحمد اشرفی کچھوچھوی کے اس ''قصیدۂ معراجیہ'' کا مکمل تجزیہ کرتے ہوئے معروف علمی شخصیت ڈاکٹر عبدالمجید بیدارؔ (سابق پروفیسر وصدر شعبۂ اردو عثمانیہ یونی ورسٹی، حیدرآباد) اپنے ایک مضمون ''محدث کچھوچھوی کے منظوم معراج نامہ کی امتیازی خصوصیات'' میں یوں راقم ہیں:

''معراج نامے کی یہ خصوصیت ہے کہ اس شعری اظہار کے توسط سے حضرت علامہ نے جہاں منظر نگاری کو جگہ دی ہے وہیں ہر مصرعہ کو خیال کی بلندی تک پہنچا دیا ہے۔ چناں چہ ''معراج نامہ'' کی تشبیبِ اوّل ''نیچرل سنیری'' پر مرکوز ہے۔جس کے توسط سے مسلسل پینسٹھ اشعار حضرت علامہ نے فطری منظر کو پیش کرتے ہوئے جہاں موجِ صبا، بادِ بہاری، ابرِ کرم اور بزمِ ہستی کا ذکر کیا ہے وہیں گل ہائے رنگیں،فرازِ کوہ،شب کے ستاروں اور سیاہی کے علاوہ حرم، حجرے، پھول اور مستی کے حوالے سے ایسی دل فریب منظر کشی کی ہے کہ جس کو پڑھ کر تحسین کے ساتھ ساتھ شاعر کی زبان و بیان اور شعر فہمی پر دسترس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ جہاں تشبیبِ اوّل کو فطری منظر نگاری سے وابستہ

کیا گیا ہے وہیں شاعر کے فن کا کمال ہے کہ اس نے علمی بصیرت اور فکری فضیلت کو کام میں لاتے ہوئے ''معراج نامہ'' کی تشبیبِ دوم کو تاریخی علمی پس منظر میں نمایاں کیا ہے۔ تشبیب کے اس دوسرے حصے میں بھی تاریخی واقعات اور علمی احساسات کو بیان کرنے کے دوران جہاں شعری حُسن اپنے جلوے دکھاتا ہے وہیں واقعات کی پیش کشی مرحلہ وار شعری حُسن میں ڈھل کر یہ ثابت کرتی ہے کہ شاعر نے منظوم پیش کشی کے دوران حُسن کارانہ دلائل اور فن کارانہ اظہار کے ذریعہ شاعری کو کرامت کے درجہ میں داخل کردیا ہے۔ تشبیبِ دوم کے زیادہ تر اشعار میں پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معراج کی روانگی سے لے کر واپسی تک کے احوال کی ایسی تصویر کشی کی گئی ہے کہ ہر شعر پر دل کی گہرائیوں سے داد و تحسین کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔''

سید الشعراء حضور محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے گوناگوں شعری و فنّی محاسن سے آراستہ دل آویز 'قصیدۂ معراج'' کا بالاستیعاب مطالعہ اس خیال کو تقویت پہنچاتا ہے کہ 'واقعات کی پیش کشی مرحلہ وار شعری حُسن میں ڈھل کر یہ ثابت کرتی ہے کہ شاعر نے منظوم پیش کشی کے دوران حُسن کارانہ دلائل اور فن کارانہ اظہار کے ذریعہ شاعری کو کرامت کے درجہ میں داخل کردیا ہے۔'' آپ کی شعری و فنّی ریاضت، جذبۂ تخیل کی بلندی، علم و فضل کی گہرائی و گیرائی، تاریخ و سیرت کے گہرے مطالعہ، تہذیب و اَخلاق سے واقفیت اور زبان و بیان پر استادانہ مہارت و قدرت نے اس قصیدے کو ہر اعتبار سے دو آتشہ بنادیا ہے جو ہر اعتبار سے لائقِ تحسین و آفرین ہے۔ واقعۂ معراج کے رموز و اَسرار کو سہلِ ممتنع کا آئینہ دار بناتے ہوئے جن نادر تشبیہات و استعارات کا برملا استعمال کیا ہے وہ عام قاری کو بھی بوجھل محسوس نہیں ہوتا۔ قصیدے کا ایک ایک شعر شبِ معراج کا خوب صورت عکس ابھارتے ہوئے پیرایۂ بیان کی مٹھاس، الفاظ و تراکیب کی ندرت، تصویریت کے حسین تصورات، پیکریت اور امیجری کی نادرہ کاری کے نت نئے تازہ کارگل بوٹے کھلاتا ہے۔ اس قصیدے کی ان ہی خصوصیات کے مدِ نظر اسے جدت و ندرت کا ایک دل کش نمونہ قرار دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔

ڈاکٹر فرحت علی صدیقی مرحوم و مغفور نے حضور محدثِ اعظمِ ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے'' قصیدۂ معراج'' کا جدید ہیئت اور فنی لحاظ سے جائزہ لیتے ہوئے اپنے مضمون ''حضرت سید محمد کچھوچھوی کا قصیدۂ معراج، مشمولہ: جہانِ نعت جنوری تا جون ۲۰۱۵ء میں درج ذیل خصوصیات

اور محاسن کو بیان کیا ہے:

''اوّل: یہ قصیدہ اپنی ہیئت میں نظم، قصیدہ اور غزل جیسی خصوصیات کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے۔

دوم: یہ کہ اس کی طبع آزمائی طرحی مصرعہ پر ہوئی ہے جب کہ اردو قصیدوں میں ایسی روایت عموماً مستعمل نہیں۔

سوم: یہ کہ سیدؔ محمد کچھوچھوی کا یہ پورا قصیدہ قافیہ ردیف سے آراستہ اور فنّی خوبیوں سے سجا ہوا ہے اس کے برخلاف دیگر قصیدے صرف قافیہ کی پابندی سے موزوں کیے گئے ہیں۔

چہارم: یہ کہ اردو ادب کا شہ کار قصیدہ ''المدیح المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کی تشبیب کی ابتدا شرک یا کفرستان سے ہوئی ہے جب کہ سیدؔ محمد کچھوچھوی کے ''قصیدۂ معراج'' کی ابتدا عربستان سے کی گئی ہے۔

پنجم: یہ کہ محسنؔ کاکوروی نے ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مرکز بنا کر قصیدہ نظم کیا ہے۔ برخلاف اس کے سیدؔ کچھوچھوی نے واقعۂ معراج کے حوالے سے صفات و عظمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کلام کا محور بنایا ہے۔

ششم: یہ کہ دیگر قصیدوں کی بہ نسبت ''معراج نامہ'' میں نادر تشبیہات و استعارات کو بروے کار لایا گیا ہے۔ غرض ایسی بہت سی خوبیاں اور بھی ہیں جو محققین و ناقدینِ شعر و سخن اگر اس طرف توجہ فرمائیں تو ان کا قلم آپ کے اس قصیدہ کو دوسرے قصیدوں سے ممتاز و ممیّز کر سکتا ہے۔

ہفتم: یہ کہ طرحی مصرعہ پر ردیف و قافیہ کی پابندی کے ساتھ ۵۲۷/اشعار پر پھیلا ہوا یہ قصیدہ ''معراج نامہ'' بہ لحاظِ ہیئت و نوع اپنی طرز کا ایک منفرد کلام کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ان ندرتوں سے بلاشبہ قصیدہ نگاری کی شان اور اہمیت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ حضرت سید محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ نے سادہ اور سلیس انداز میں واقعہ کی حُسن کاری کو نمایاں کرتے ہوئے شبِ معراج و اسرا کی روحانی و نورانی کیفیات، شام و سحر کی عکاسی اور منظر نگاری کی مدد سے تاثرات کی ایک ایسی فضا قائم کی ہے جس سے حقیقتِ معراج کا بیان شاعری کی معراج تک پہنچ گیا ہے۔''

حقیقتِ معراج کا بیان شاعری کی معراج تک پہنچانے والے سید الشعراء محدثِ اعظمِ ہند سیدؔ محمد اشرفی کچھوچھوی نور اللہ مرقدہٗ کا شاعری کو کرامت کے درجے میں داخل کرنے والا یہ خوب صورت اور دل آویز ''قصیدۂ معراج'' مختلف النوع شعری محاسن سے سجا سنورا اپنی نوعیت کی ایک

منفرد ''قصیدہ نما نظم'' یقیناً مطالعہ کے لائق ہے۔ اہلِ نقد و نظر اور اربابِ شعر و ادب کو چاہیے کہ اپنے طرز و انداز کے لحاظ سے جدت و ندرت کے آئینہ دار اس قصیدے کو اپنی نقد و نظر کا محور بنا کر اس کے محاسن کو دنیاے ادب میں پیش کریں۔ میں اس قصیدے کی اشاعت کرنے پر محبِ گرامی جناب غلام ربانی فدؔا صاحب کو ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے مضمون کا اختتام حضرت ڈاکٹر فرحت علی صدیقی مرحوم و مغفور کے ان جملوں پر کرتا ہوں: ''معراج نامہ ایک 'قصیدہ نما نظم' ہے جس میں ایک جانب تو مثنوی کے تسلسل کو تجرنے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے تو دوسری طرف قصیدہ کے دوسرے جز یعنی گریز سے اجتناب برتتے ہوئے ایک ایسی شعری ہیئت کو تجربے کے توسط سے استعمال کیا ہے جس میں قصیدے کے تشبیب میں پیش ہونے والی بے راہ روی کا کوئی دخل نہیں ---- عام طور پر اردو کے شاعروں نے ہیئت کے تجربوں اور اصناف کی تبدیلیوں کے دوران دو اصناف کو ملا کر ایک نئی صنف کی بنیاد رکھی جیسے قصیدہ نما نظم، قصیدہ نما مثنوی، یا پھر نثری نظم وغیرہ لیکن حضرت سید محمدؔ کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے مثنوی، قصیدہ اور نظم کے انداز کو ایک شعری رویے میں پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ نہ صرف ''معراج نامہ'' کی تخلیق انجام دے رہے ہیں بلکہ تین شعری ہیئتوں کے خوب صورت سنگم کے ذریعہ ایسا کامیاب تجربہ انجام دیئے ہیں جس سے ہر قسم کی شعری ہیئت ان کے سوچ کا محور بن جاتی ہے۔ اس طرح طویل نظم ''معراج نامہ'' بیک وقت قصیدہ اور مثنوی کی روایتوں کو ساتھ لے کر حضرت علامہ کچھوچھوی کی شعری تخلیق تجربے کی ایک ایسی دلیل بن جاتی ہے جس کے بانی اور روایت گزار حضرت سید محمدؔ اشرفی جیلانی کچھوچھوی ہی قرار پائے ہیں۔''

(ڈاکٹر) محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

سروے نمبر ۳۹ / پلاٹ نمبر ۱۴ / نیا اسلام پورہ، مالیگاؤں (ناسک)

۲۲ / شوال المکرم ۱۴۳۶ھ / ۸ / اگست ۲۰۱۵ء بروز سنیچر